خطبہ جمعہ

اب زمانہ ایسا ہے جس میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے سب دنیا میں بہت کامیاب تبلیغ کر رہی ہے اور ایک کروڑ کا نظارہ تو آپ دیکھ چکے ہیں یہ دعا کریں اگلے سال اللہ تعالیٰ ہم سب کو دو کروڑ کا نظارہ بھی دکھا دے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقبولیت جو دلوں میں ڈالی جارہی ہے یہ اتفاقی حادثہ نہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں ہے اور رسولؐ کی سچی محبت کے نتیجہ میں ہے

اس ارادہ سے تبلیغ کریں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۹ر اخاء ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ . وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (سورۃ آل عمران آیت ۳۲)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت یا خدا کی محبت رسول اللہ کی پیروی سے پہچانی جاتی ہے۔ یونہی دعویٰ کر دینا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہے یا اللہ سے محبت ہے یہ محض زبانی بات ہے۔ اس قرآن کریم کی آیت نے دیکھیں کتنی بلاغت کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے بھی محبت کرو۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یہی آیت ہے جو آج خطبے کا عنوان ہے اور اس سلسلے میں مختلف احادیث نبوی کے حوالے سے میں مضمون واضح کروں گا۔ کچھ تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مواد اتنا اکٹھا ہو گیا ہے کہ شاید دو خطبوں پر اس کو ممتد کرنا پڑے مگر دیکھتے ہیں کس حد تک مضمون کو میں بیان کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے محامد اور حُسن ثناء میں سے بعض ایسی باتیں کھولی ہیں جو مجھ سے قبل کسی اَور شخص پر نہیں کھولی گئیں"۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو حمد و ثنا کا مضمون خدا تعالیٰ نے خود سکھایا ہے وہ اس سے پہلے دنیا کے کسی نبی کو بھی نہیں سکھایا گیا۔

فُضالہؓ بن عُبید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا۔ اُس نے آپ پر درود نہ بھیجا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ پھر آپؐ نے اسے بلایا اور اسے یا کسی اَور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے لگے تو الحمد للہ اور ثنا سے شروع کرے۔ پھر اسے چاہئے کہ نبی (ﷺ) پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے"۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے پر درود بھجوانے کا شوق نہیں تھا ایک ذرہ بھی۔ اس لئے آپ نے درود کی ہدایت بھجوائی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر سچے دل سے جو درود بھیجتا ہے اللہ اس درود کو اس پر واپس کرتا ہے اور وہ اور اس کے فرشتے گویا ایک اعلان کر رہے ہیں کہ یہ شخص ہے جو نبی کریم سے محبت کرنے والا ہے۔ اس لئے اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ تو یہ ہماری خاطر ہے۔ یہ نہ کوئی سمجھے کہ نعوذ باللہ من ذالک ہمارے درودوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں وہ ہوں وہ اپنے ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ یہ بخاری باب حلاوۃ الایمان سے حدیث لی گئی ہے۔ تین باتیں جس میں ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

مشکوٰۃ باب الشفقة والرحمة على الخلق سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرّاء بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک روز وضو کر رہے تھے کہ آپ کے صحابہ وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔

اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کس قدر معرفت کی آنکھ سے اپنے صحابہ کی حرکتیں دیکھتے تھے اور ان کی تربیت فرماتے تھے۔ یہ ظاہری طور پر جو بزرگ لگے اس کے منہ کا پانی، اس کے ہاتھوں کا پانی اپنے چہرے پر ملنا یہ ایک رسم بھی ہو سکتی ہے جس کا حقیقی کوئی بھی معنی نہیں اور یہ رسمیں عام طور پر لوگوں کو حقیقت سے دور کر دیتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پوچھا ایسا تم کس وجہ سے کر رہے ہو۔ کیا وجہ ہے کہ تم میرے وضو کے پانی کو اپنے چہرے پہ ملتے ہو۔ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو، اب لفظ "واقعی" پر زور ہے سارا، اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول بھی تم سے محبت کرے تو اس کے لئے تمہیں یہ کرنا چاہئے'۔ اب یہ باتیں وہ بیان فرمائی ہیں کہ اس میں اتباع رسول آجاتی ہے ساری، محبت کا دعویٰ اور پانی ملنا اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ فرماتے ہیں "چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول بھی تم سے محبت کرے تو اس کے لئے تمہیں یہ کرنا چاہئے کہ ہمیشہ سچ بولو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرو"۔ یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تربیت کا انداز تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ اب یہ وہ حدیث ہے جس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو پکار کر کہتا ہے یقیناً اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو تم بھی اس

سے محبت کرو۔ چنانچہ جبریل بھی اُس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل اہلِ سماء میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس پر اہل سماء بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس شخص کے لئے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر اصلیت میں صادق آتا ہے۔ یہی مضمون ہے جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دہرایا گیا ہے اور آپ کی مقبولیت جو دلوں میں ڈالی جارہی ہے یہ اتفاقی حادثہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجے میں ہے اور رسول کی سچی محبت کے نتیجے میں ہے۔

یہ روایت بھی بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے، اُس کے باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک سریّہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ وہ ہر نماز میں قراءت کے آخر پر سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا تھا۔ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"۔ صحابہ جب سریّہ سے لوٹے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس بات کا ذکر کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا تھا۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں سورۃ اخلاص اس لئے پڑھتا ہوں کہ اس میں خدائے رحمٰن کی صفات کا ذکر ہے اس لئے مجھے اس کا پڑھنا بہت پسند ہے۔

خدائے رحمان کی صفات کا تو بے شمار ذکر ہے قرآن کریم میں مگر یہ سورہ اخلاص ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ ایسا مقام رکھتی ہے کہ جس کو غیروں نے بھی ہمیشہ رشک سے دیکھا ہے اور بڑے بڑے بدباطن اسلام کے مخالفوں نے بھی اس سورۃ پر رشک کیا ہے یا حسد کیا ہے مگر اس کی تعریف سے باز نہیں آسکے۔ تو یہ سورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابی کو محض اس لئے پیاری لگتی تھی کہ سورۂ اخلاص جیسا اخلاص کسی اور سورۃ میں ظاہر نہیں ہوتا۔ تو آپ نے منع نہیں فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ہر تلاوت کے بعد یہ ادا کرے۔ اگر وہ سورۃ الناس کی بھی تلاوت کرتا تھا تو پھر قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد پھر بھی پڑھ دیتا تھا۔ اس سے یہ ضمنی مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ ایک انسان مثلاً کبھی بھول بھی جاتا ہے اور کوئی بعد کی سورۃ پہلے پڑھ لیتا ہے تو جو متشدد مُلّانہ مزاج رکھتے ہیں وہ فوراً ٹوکتے ہیں کہ وہ پہلے آئی ہوئی ہے وہ پہلے پڑھنی چاہئے تھی، یہ بعد میں پڑھنی چاہئے تھی۔ مگر میں اسی حدیث سے استنباط کر کے کہتا ہوں کہ کوشش یہی کرنی چاہئے مگر بھول چوک بھی ہو جاتی ہے۔ اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ اگر بھول کر کوئی سورۃ جو بعد میں آئی ہے وہ پہلے پڑھ دی جائے یا پہلے آئی ہے بعد میں پڑھ دی جائے تو اس سے کوئی ایسا نقصان نہیں ہے۔

بہرحال جب سریّہ سے لوٹے تو اس کا یہ جواب ہے سننے والا۔ اس کا یہ جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

اب یہ حدیث ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے اللہ! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

یہ وہ دعا ہے جس کو حتی المقدور اصل الفاظ میں یاد کرنا ضروری ہے کیونکہ جو اصل الفاظ میں بغیر ترجمہ کے یہ دعا پڑھنے کا مزہ آتا ہے وہ بالکل اور ہی چیز ہے۔ اس لئے میں نے یہ حدیث سامنے رکھی ہوئی ہے اس کو میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا كَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُ حُبَّكَ اے میرے اللہ میں تیری محبت کی استدعا کرتا ہوں۔ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہو وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اور ایسے عمل کی درخواست کرتا ہوں کہ جو عمل کرنا مجھے تیری محبت میں بڑھادے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ اے میرے اللہ! اپنی محبت مجھے زیادہ محبوب کر دے مِنْ نَفْسِيْ اپنی جان سے وَاَهْلِيْ اور اپنے اہل وعیال سے وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اور ٹھنڈے پانی سے۔

ٹھنڈے پانی کا جو ذکر فرمایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ جب پیاس سے جان کنی کی حالت ہو تو اس وقت سوائے ٹھنڈے پانی کے کوئی چیز تسکین نہیں دیتی۔ جو کوکا کولا کے شوقین ہیں ان کو بھی یہ تجربہ ہو سکتا ہے۔ جب پیاس سے جان نکلنے والی ہو بظاہر، اس وقت جو ٹھنڈے پانی کا مزہ ہے وہ بالکل ہی اور مزہ ہے تو مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اِس لئے فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی اہم کام ہو اگر خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور ناقص رہتا ہے۔

اس سے مجھے اپنا ایک دلچسپ واقعہ یاد آگیا۔ ابھی حال ہی میں میرے بچے کارنوال گئے ہوئے تھے سیر کے لئے۔ ایک زمانے میں مجھے بھی شوق تھا کہ انگلستان کے مختلف خوبصورت علاقوں کی سیر کروں۔ اس زمانے میں عیسائیوں کے ایک بڑی خاص ادا تھی ہوشیاری کی کہ وہ جو باہر سے آئے ہوئے طلباء ہوتے تھے ان کو پھنسانے کے لئے اچھی سیر گاہوں کے لئے ایک ہفتہ مفت ٹھہرنے کی دعوت دیا کرتے تھے اور باہر سے آنے والے طلباء کو پیسوں کی کمی ہوا کرتی تھی ان کو اور کیا چاہئے۔ تو ایک دعوت مجھے بھی ملی کہ Lands End جو کارنوال کے ایک کونے میں ہے، آخری کونہ ہے۔ اور Lands End وہاں ایک عیسائی عورت نے دعوت دی ہے کہ آپ میرے گھر ٹھہریں ایک ہفتہ کھانا، پینا، ٹھہرنا سب کچھ مفت ہوگا۔ تو مجھے اور کیا چاہئے تھا۔ میں نے فوراً حامی بھر دی اور چلا گیا۔ اب ان کی ہوشیاریاں بتاتا ہوں۔ جو طلباء آج کل بھی اس قسم کے جال میں پھنسائے جانے والے ہوں ان کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ وہاں گیا تو جب کھانا شروع ہونے لگا تو اس نے منہ سے یوں یوں کر کے کچھ پڑھا اور میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو مجھے کہتی ہے آپ بے شک شروع کر دیں ہمیں تو حکم ہے کہ جو کھانا Grace کے بغیر کھایا جائے وہ کھانا بے برکت ہوتا ہے اس لئے آپ کے دین میں تو یہ بات نہیں ہے آپ بے شک کھاتے رہیں ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔

میں نے اس سے کہا آپ کے ہاں صرف کھانے کا ذکر ہے؟ اسلام میں تو ہے کہ ہر کام جو بسم اللہ کے بغیر کیا جائے بے برکت ہوتا ہے۔ بوٹ پہنتے وقت بھی ہم بسم اللہ پڑھ لیتے ہیں، کپڑے بدلتے وقت بھی بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ تو وہ بے چاری اتنی شرمندہ ہوئی کہ اس کو خیال تھا کہ اس بہانے سے وہ اپنے عزیزوں کو اور زیادہ اسلام سے دور اور عیسائیت کے قریب کرے گی۔ اپنے ایک داماد کو بھی اس نے وہاں بلایا ہوا تھا۔ اب اس نے جب میری بات سنی تو اس کا دل متاثر ہوا مگر مجھے یہ پتہ چل گیا تھا کہ اس عورت نے ایہاں یہ مسئلہ نہیں چھیڑنا اور پسند نہیں کرے گی کہ اس کے داماد پہ میں اثر ڈالوں۔ تو میں اس کو لے کر سیر کے بہانے دور سمندر کے کنارے پہنچ جایا کرتا تھا اور ساحل پر بیٹھ کے اس کو بتایا کرتا تھا دیکھو اسلام کی یہ خوبی ہے، وہ خوبی ہے، وہ خوبی ہے۔ وہ بڑے شوق سے سنتا تھا اور اس عورت کو پتہ نہیں تھا کہ میں کیا باتیں کرتا ہوں۔ وہ سمجھتی تھی کہ ہم صرف سیر ہی کر رہے ہیں۔

بہرحال خرچہ تو اس نے اٹھایا ہی ہوا تھا، وعدہ کیا ہوا تھا سارے ہفتے کا کھانا پینا، اچھا کھانا کھاتے تھے وہ مفت ہمیں ملا اور مفت میں ایک مسلمان بھی بن گیا۔ وہ لڑکا جو اس کا داماد تھا اس نے مجھے یاد ہے آخری دن مجھ سے کہا کہ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں تم سے دوبارہ ملاقات کر سکوں گا کہ نہیں مگر آج میں تمہارے ہاتھ پر ایک عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے بعینہٖ وہی میرا مذہب ہے۔ جو اسلام تم نے بیان کیا ہے مجھے یہ توفیق ملے نہ ملے کہ میں کھلم کھلا اسلام میں داخل ہوں یہ الگ مسئلہ ہے مگر تم میرے گواہ رہو کہ میں مسلمان کی حالت میں ہوں اور اسی حالت میں تم سے جدا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت کرے۔ میں ہمیشہ اس کے لئے دعا کرتا ہوں یعنی جب بھی یاد آئے، کہ اس کے دل میں سچائی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا کیا حال بنا مگر وہ ایسا تھا کہ اس کو اسلام سے سچی محبت ہو چکی تھی۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو"۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا "ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں"۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسے اس کی قدرومنزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ اس حدیث میں یا ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ کہ میرا بندہ جو میرے متعلق ظن رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ فرمایا تو وہ دیکھے کہ اللہ

تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ویسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

یہ حدیث جس کا میں نے اشارۃً ذکر کیا تھا وہ اس لڑکے کی ساس کو جو میں نے سنائی تھی وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو بھی اہم کام اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور ناقص رہتا ہے۔ اس میں صرف کھانے کی Grace کا ذکر نہیں بلکہ ہر کام سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند کرنا ضروری ہے۔ وہ جو میں نے الفاظ بیان کئے تھے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی وہ دوسری حدیث میں ہیں یہ حدیث جو میں نے پڑھی ہے اس میں وہ نہیں ہیں۔ اَنْ یَّعْلَمَ مَنْزِلَہٗ عِنْدَاللّٰہِ تَعالیٰ فَلْیَنْظُر کَیْفَ مَنْزِلَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عِنْدَہٗ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اپنی منزلت خدا کے ہاں معلوم کرے تو یہ دیکھے کہ اس کے ہاں خدا کی منزلت کیا ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اس سے سلوک کرتا ہے۔

ایک حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے۔ اس حدیث سے متعلق آپ کو پہلے بھی کئی دفعہ سنا چکا ہوں یہ بات یاد آجاتی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ مَنْ قَالَ لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ جس نے لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ وہ اعلان کرنے لگ گئے مدینے کی گلی گلی میں اعلان کیا کہ جس نے لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا جنت میں داخل ہو گیا۔ حضرت عمرؓ بہت زیادہ فہیم اور ذکی تھے۔ حضرت ابوہریرہ کو انہوں نے گردن سے پکڑ لیا کہ یہ تم کیا اعلان کر رہے ہو خبردار جو ایسی بات کی۔ انہوں نے کہا خبردار مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ قَالَ لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃ آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے۔ اسی طرح گردن میں ہاتھ ڈالے ڈالے گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے کہ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا؟۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے کہا تھا چھوڑ دو اس بے چارے کو۔ یہ ٹھیک ہے اعلان سے غلط فہمی ہو سکتی ہے لوگ سمجھیں گے کسی عمل کی ضرورت نہیں بس لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دو اور سیدھا جنت میں چلے جاؤ۔

یہ وہ حدیثیں ہیں جو آج کے خطبے کے لئے میں نے چنی تھیں اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں جو کافی لمبے ہیں اس لئے میں نے دو حصوں میں تقسیم کر دئے ہیں۔ اگر بچ گئے تو اگلا حصہ انشاء اللہ اگلے خطبہ میں بیان کر دیا جائے گا۔

''مَیں سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں''۔ کیا ملتے ہیں۔ جب نفس پاک ہو جائے تو برکات، انعام، معارف، حقائق اور کشوف یہ ملتے ہیں۔ ''جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے''۔ اس لئے کشوف اور الہام کی خواہش نہ کرو بلکہ اتباع کی فکر کرو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع کرو گے تو اس کے نتیجے میں از خود خدا تعالیٰ کی طرف سے کشوف والہام، رؤیاء مبارکہ وغیرہ سب تم پر اتریں گے۔

اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ''۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یہ فرمایا اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ ''اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں''۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل ہوں۔ ان نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں مجھے شناخت کرو''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۶،۱۹۵)

پھر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت ﷺ کی پیروی کرے''۔ ''اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا'' یہاں پیار کرنے پہ زور ہے۔ اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرے۔ ''چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ظاہر ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔'' اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حمل کے دوران بلکہ اس سے پہلے بھی یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں جو بیٹا پیدا کرے یا بیٹی پیدا کرے وہ خدا سے محبت کرنے والا ہو، خدا سے محبت کرنے والی ہو۔ یہ دعائیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سکھائی ہیں۔ پیدائش سے پہلے بھی اور حمل کے دوران بھی اور فرمایا ہے کہ اس کا بچے پر اثر پڑتا ہے اونچی آواز سے جو تم لوگ باتیں کرتے ہو اس کا بچے پر اثر پڑتا ہے۔

اب سائنس دانوں نے اس بات کو دریافت کر لیا ہے جو بات چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی کہ حمل کے دوران اگر تم بیوی سے سختی سے بولو گے تو بچہ واقعی لرزتا ہے اندر۔ انہوں نے ایکسریز وغیرہ کے ذریعہ یہ کروا کے دیکھا ہے۔ وہ بچہ کانپ جاتا ہے اور اسی قسم کی بہت سی مثالیں بیان کی ہیں لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کے شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے''۔ وہ شکم مادر میں جو بناوٹ ہوتی ہے وہ ان باتوں کی وجہ سے جو میں بیان کر رہا ہوں، اس لئے ہو جاتی ہے ورنہ ہر بچہ ویسے فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے مگر فطرت پر پیدا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء محبت دل میں اس فطرت صحیحہ کے اوپر جوش مارے یہ بات جو ہے یہ اس ذریعے سے ہے جو رسول اللہ ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ایسا ان کو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور پھر جیسا جیسا ان پر زمانہ گزرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبتِ رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے اور ان تمام امور میں خدا ان کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہاء تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بے قراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں ان کی لذت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے''۔

اب زمانہ ایسا ہے جس میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے سب دنیا میں بہت کامیاب تبلیغ کر رہی ہے اور ایک کروڑ کا نظارہ تو آپ دیکھ چکے ہیں۔ دعا کریں اگلے سال اللہ تعالیٰ ہم سب کو دو کروڑ کا نظارہ بھی دکھائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ ایک کروڑ بھی مولوی کو ہضم نہیں ہو رہے۔ بہت مشکل پڑی ہوئی ہے نتیجۃً وہ انتقام کی آگ میں جل کر احمدیوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ کسی بہانے سے احمدیوں کو تکلیف پہنچائیں۔ اب جو نیا دور آیا ہے اس میں جو بھی ایڈمنسٹریٹر ہیں ان کی دل کی سچائی حقیقت میں اس بات سے پہچانی جائے گی۔ اگر اب بھی احمدیوں کو دہشت گردی کی کورٹ میں اس جرم میں بھیجا جائے گا کہ لاَاِلٰہَ اِلّاَ اللّٰہ کہتے ہیں تو وہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ بہرحال کہتے چلے جائیں گے کوئی دنیا کی طاقت ان کو اس بات سے باز نہیں رکھ سکتی۔

اس لئے آئندہ دنوں کا میں بڑے غور سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ اگر جو بیانات ہیں وہ سچے ہیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وہاں احمدیوں کے حالات اچھے کر دے گا۔ جب حالات اچھے ہو جائیں گے تو پھر جھوٹ بول بول کے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شکر کریں حالات اچھے ہو جائیں گے۔ وہیں پھر بجائے اس کے کہ یہ دعا کریں کہ آپ یہاں آئیں یہ دعا کریں کہ میں وہاں چلا جاؤں۔ تو یہ بھی ایک حکمت کی بات ہے اور ثابت ہو جائے کہ احمدیوں کو دنیا کی کوئی لالچ نہیں تھی بلکہ امام کے قریب ہونے کا شوق تھا۔ جو کچھ خدا نے دنیاوی فضل کئے ہیں وہ الگ ہیں وہ ہو چکے ہیں لیکن آئندہ یہ فضل زیادہ شان سے ظاہر ہونا چاہئے اور اہل ربوہ کی چیخ پکار بھی سنی جائے۔ اللہ اُن کے دن بھی پھیرے اور ہم سب کو پوری شان کے ساتھ ربوہ میں واپس کرے۔

چنانچہ یہ جو تبلیغ کے ذریعہ ہم پھیلتے ہیں اس میں ہرگز یہ مراد نہیں کہ عددی برکت ہو کیونکہ عددی برکت تو مسلمانوں میں، پاکستان میں ہی دس کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں۔ عدد کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ حقیقت وابستہ نہ ہو۔ اس لئے اس ارادے سے تبلیغ کریں کہ ''خدا کا

جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں ان کی لذت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب ان کے لئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کسی کے لئے اپنے عظیم الشان نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا مگر انہی کو جو اس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اس کی توحید اور جلال کے ظاہر ہونے کے ایسے خواہاں ہوتے ہیں کہ جیسا کہ وہ خود ہوتا ہے۔ یہ بات انہیں سے مخصوص ہے کہ حضرتِ الوہیت کے خاص اسرار ان پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے ان پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دوسرے کو نہیں دی جاتی"۔ (حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۶۷،۶۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے۔ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلیا جائے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآئَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو"۔

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خاص نکتہ پیش فرمایا ہے۔ "اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو"۔ کیونکہ عیسائیوں نے باپ کہہ کر ٹھوکر کھائی تھی اور باپ کے نتیجے میں حضرت عیسیٰؑ کو گویا واقعۃً جسمانی بیٹا سمجھنے لگ گئے تھے۔ "یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے فرمایا اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا۔ باپ سے زیادہ ذکر کیا کرو۔ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا میں یہ مراد نہیں ہے کہ یا یہ کرو یا وہ کرو، یہ ایک محاورہ ہے کہ جب ہم باپ کے ساتھ محبت کہتے ہیں، باپ کی طرح محبت کرو، باپ سے نہ کہو تو مراد یہ ہے کہ باپ سے جو محبت ہے اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ محبت کیا کرو۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کی جو دعا رسول اللہ ﷺ مانگا کرتے تھے اس میں اسی قسم کی محبت کا ذکر ہے۔

اب چونکہ پانچ منٹ رہ گئے ہیں اور نماز بھی پڑھنی ہے اس لئے یہ سارا مضمون اگلے خطبہ کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ شاید اس سے بھی آگے چلے مگر دیکھتے ہیں۔ ☆......☆......☆